

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضور سرکارِ کائنات

کی  
نمازِ حجازہ

اور  
صحابہ کرام

اس کتابچہ میں معتبر و مستند مذہبی کتب کے حوالوں سے ثبات کیا گیا ہے کہ  
خلفائے ثلاثہ حضرت صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ اور تمام صحابہ کرامؓ نے  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ حجازہ میں شرکت کی

مؤتبہ

علامہ سید محمد امجد احمد رضوی مدیرِ ضوآن لاہور

ناشر

مکتبہ سر ضوآن گنج بخش روڈ۔ لاہور

## سبب تالیف

اکثر یہ سوال کیا گیا کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھی یا اگر پڑھی تو اس کا ثبوت فریقین کی معتبر کتابوں سے دیا جائے۔ یہ سوال کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ میں شرکت کی یا اگر کی تو اس کا ثبوت فریقین کی معتبر کتابوں سے دیا جائے۔ یہ کتابچہ جیسا کہ مسند کی ایک کڑی ہے۔ اصل مسند پر گفتگو سے قبل یہ بات ہر خاص و عام کے علم میں آجانی چاہیے کہ مسلمان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا فرض کفایہ ہے۔ فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس شہر کے یا گاؤں کے ایک فرد نے بھی نماز جنازہ پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ کسی مسلمان کی نماز جنازہ میں اس شہر یا گاؤں کے تمام مسلمانوں کا شرکت کرنا ضروری نہیں ہے۔

دوم۔ اور اگر بالفرض شہر کے کسی فرد نے بھی نماز جنازہ ادا نہ کی تو محض شرکت کی بنا پر ان کو زکاۃ فرما جائے گا اور نہ منافق یہ صرت اتنا کہ سبکیں گے کہ ان لوگوں نے اپنے مسلمان بھائی کی نماز جنازہ پڑھ کر اس کی حق تلفی کی یا بیکار کیا۔ اور گناہ گار ہوئے۔ لیکن یہ کہ جس نے اس صورت میں لگایا جائے گا جبکہ اس شہر کے کسی فرد نے بھی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو۔ اور اگر ایک مسلمان نے کسی نماز ادا کر لی تو اپنی افادہ پر کسی قسم کا کوئی الزام قائم نہیں کیا جائے گا۔

اس اصول کے تذکرہ سے ہمارا مقصد صرف یہ ثابت ہے کہ نماز جنازہ کا مسند صرف سے ایسا ہے ہی نہیں کہ جس کے پڑھنے یا نہ پڑھنے کی بنیاد پر کسی کو کافرا یا منافق کہا جائے اور یہ مسلمانوں دین سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس کی دینی حیثیت صرف یہ ہے کہ یہ فرض کفایہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فرضی انسان لوگوں نے خود گھڑا ہے تاکہ اس کی آڑ میں صحابہ کرام کی شان

میں بے ادبی کی جائے اور مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دامن عشق و محبت ہے اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر یہ تاثر پیدا کیا جائے کہ اوصحاب نے تو حضور کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی؟ یہ حال اگر صحابہ کرام کے ایمان و اخلاص کا معیار ان کے نزدیک یہی ہے کہ ان کی مذہبی کتب سے جنازہ رسول میں صحابہ کی شرکت ثابت کی جائے تو ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ معتبر مذہبی کتب سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ صحابہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل نماز جنازہ ادا کی۔ انصار و مہاجرین حتیٰ کہ مدینہ کے تمام صغیر و کبیر مرد و عورت سب نے جنازہ میں شرکت کی۔ ملاحظہ کیجئے:-

۱۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال  
لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
صلت علیہ الملائکۃ والمہاجرین  
والانصار فوجا (اصول کافی ص ۲۳)

۲۔ احتجاج جبری طبرستانی کہ جو ایک نماز معتبر کتاب ہے اس میں ہے:-

ثم ادخل عشرة من المهاجرین  
وعشرة من الانصار فیصلون  
وینحون حتی لیرقی صفت  
المہاجرین والانصار الاصلی علیہ  
واحتجاج طبرسی (ص ۲۳)

حضور پر نماز پڑھی ہو

۳۔ کلینی بسند معتبر امام محمد باقر وراثت  
کرده است کہ چون حضرت رسالت  
رحلت فرمود نماز کو برادر جمع ملا کر دو  
محدثین یعقوب کلینی امام محمد باقر سے  
روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نے  
وفات پائی تو آپ پر تمام فرشتوں اور



مہاجرین و انصار فرج فوج -

حیات القلوب ج ۲ ص ۶۹

مہاجر و انصار نے فوج فوج ہو کر  
نماز پڑھی۔

قادر ہے۔ ان تین عماروں سے جو اصول کافی استحباب طبری اور حیات القلوب کے ہیں  
اور جو جنہیں کی معتبر فرمایا گیا ہیں ان سے ثابت ہوا کہ خلفائے ثلاثہ ہی نے ہمیں بلکہ ملائکہ  
تمام انصار یوں اور تمام مہاجرین نے حضور کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو اس وقت تک  
قبر مبارک میں نہیں رکھا جب تک کہ تمام لوگوں نے نماز کی سعادت حاصل نہ کر لی۔

۱۔ حیات القلوب مصنفہ سابقہ مجلس میں ہے:-

شیخ طبری از امام محمد باقر روایت  
کرده است کہ وہ وہ نفر داخل  
مے شوند جنہیں آنحضرت نماز مے کوئ  
بے امامے در روز و شب شب شنبہ  
تا صبح و روز و شب تا شام تا آنکہ  
خود در بزرگ و مرد و زن ازاہل بیہ  
واہل اطراف مدینہ ہمہ بر آنجناب  
پہنیں نماز کردند

مدینہ کے ارد گرد رہنے والوں نے تمام نے حضور پر اسی طرح نماز پڑھی۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۶۹ مؤلف العقول ص ۱۳۱ کلماتی مشک)

۵۔ یہ بھی مضمون بعینہ اخبار ترم جلد ۱ ص ۱۵۱ پر ہے۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال  
الناس کیف الصلوۃ علیہ فقال  
علی علیہ السلام ان سر رسول اللہ  
ابن جعفر علیہ السلام سے روایت ہے  
لوگوں نے کہا۔ حضور پر کیسے نماز ہوگی  
تو حضرت علی نے فرمایا کہ حضور حیات و

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامنا  
حیا و میتاخذ خلوا علیہ عشرۃ  
عشرۃ فصلوا علیہ لکوا لثنین  
ولیلۃ الثانیۃ حتی الصبح و یدیم اثنا  
حتی صلی علیہ صغیر و کبیر و کبیر  
و ذکر و حمد و ثناء و لا حوا لمدینۃ  
بغیر امامہ (اخبار ما تہم)

اخبار ترم اور حیات القلوب کی اس روایت سے معلوم ہوا:-

۱۔ حضور کی نماز جنازہ میں امام کوئی نہ تھا۔

۲۔ نماز پڑھنے والوں نے بھی پڑھی اور جوانوں نے بھی، مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی۔

۳۔ تمام مدینہ کے رہنے والوں نے بھی اسی طرح کوگ مدینہ کے ارد گرد رہتے تھے انہوں نے بھی پڑھی۔

۴۔ پھر یہ نماز دو شباز روز جاری رہی جس سے پانچ ماہ تک باطل ہو گیا کہ خلیفہ کے تقرر

کی وجہ سے مدینہ میں کئی روز کی تاخیر ہو گئی۔ کیونکہ اس روایت سے تاخیر کی وجہ معلوم

ہوتی ہے کہ ملک کی تنگی اور نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دو شباز روز نماز ہوئی تھی۔

۵۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نماز مدینہ کے بعد نہیں بلکہ مدینہ سے پہلے ہوئی تھی تاکہ مدینہ سے

پہلے مدینہ اور اطراف مدینہ کے رہنے والوں میں سے کوئی بچہ، کوئی بوڑھا، کوئی مرد و کوئی

عورت آپ کی نماز جنازہ پڑھنے سے باقی نہ رہا۔

۶۔ ابے اگر اتنی واضح وضاحت کے باوجود بھی لوگ یہ کہتے رہیں کہ خلفائے ثلاثہ نے

نماز نہیں پڑھی تو اس وٹھائی کا واقعی کوئی علاج نہیں ہے۔ مگر ان کی مذہبی کتب تو یہ

ہی بتا رہی ہیں کہ مہاجرین و انصار اچھوٹے بڑے مرد و عورت اور تمام اہل مدینہ نے نماز

پڑھی۔ تو کی حضرت ابوبکر مہاجر نہیں تھے یا عثمان مہاجر نہیں تھے یا کیا یہ لوگ اہل مدینہ سے

ہیں؟

وفات میں ہمارے امام ہیں۔ پس اہل  
ہوئے دس دس آدمی اور نماز پڑھتے  
تھے آپ پر نماز پڑھنے کے دن اور نکل  
کی رات اور نکل کے دن تک جاری  
رہی، یہاں تک کہ ہر صغیر و کبیر مرد و  
عورت اور مدینہ کے ارد گرد کے تمام آدمی  
نے نماز پڑھی بغیر امام کے۔



نہیں تھے۔ صحابہ بڑوں اور غوثوں، بڑوں اور چھوٹوں، جوانوں اور بوڑھوں میں شامل نہیں تھے۔ اگر گھنے اور یقیناً تھے تو انہیں کے متعلق یہ ہے کہ ان سب نے دفن سے پہلے نماز پڑھی۔ پھر کس قدر ظلم اور کتنا بڑا افتراء ہے کہ خلفاء ثلاثہ اور صحابہ پر بالزام لگایا جائے کہ یہ تو نبی کے جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوئے۔

• اصول کافی کی ایک روایت پر غور کیجئے۔

عن ابی عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام  
قال اتی العباس امیر المؤمنین  
فقال ان الناس اجتمعوا ان  
یدفنوا رسول الله فی البقیع  
المصلی وان یؤصروا رجل منهم  
فیخرج امیر المؤمنین الی الناس  
فقال یا ایها الناس ان رسول  
الله صلی الله علیه وسلم اما حیا  
ومیتا و قال انی ادفن فی البقیع  
المتی اقبض فیها ثم قام علی الباب  
فصلی علیه ثم امر الناس عشرة  
عشرة یتصلون علیه ثم یخرجون  
(اصول کافی ص ۲۸)

نہیں تھے۔ صحابہ بڑوں اور غوثوں، بڑوں اور چھوٹوں، جوانوں اور بوڑھوں میں شامل نہیں تھے۔ اگر گھنے اور یقیناً تھے تو انہیں کے متعلق یہ ہے کہ ان سب نے دفن سے پہلے نماز پڑھی۔ پھر کس قدر ظلم اور کتنا بڑا افتراء ہے کہ خلفاء ثلاثہ اور صحابہ پر بالزام لگایا جائے کہ یہ تو نبی کے جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوئے۔

اسے روایت سے ثابت ہوا کہ لوگوں نے حضور کو جنت البقیع میں دفن کرنے اور امام

کے لیے کسی کو مقرر کرنے کا خیال کیا تو حضرت عباس نے حضرت علی کو اطلاع دی۔ حضرت علی نے حضور کی حدیث سنائی کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں تو اسی حجرہ میں دفن ہوں گا جہاں میری وفات ہوگی۔ اس کے بعد آپ نے خود نماز پڑھی اور کچھ اوروں کو اجازت دی۔ لوگ ٹہنس کی تعداد میں آتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ لیکن اہل سنت کی روایات میں یہ آیا ہے کہ حدیث کہ نبی کا جس جگہ وصال ہوتا ہے اسی جگہ دفن ہوتا ہے ابو بکر صدیق نے سنائی تھی اور آپ کے سنانے کے بعد سب لوگ اس امر پر متفق ہو گئے کہ آپ کو اسی حجرہ میں دفن کیا جائے جس میں آپ کا وصال ہوا ہے (یعنی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں) تو اس سے اصل موضوع پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سوال تو یہ ہے کہ صحابہ نے نماز پڑھی یا نہیں تو یہ مذکورہ بالا حوالوں سے اظہر من الشمس ہو گیا۔

**حضرت صدیق کا نام** بھی ہے جس میں بوقت نماز جنازہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی کی تصریح ہے۔ البتہ اس میں شیعہ عقائد کے مطابق یہ بھی تحریر ہے کہ صحابہ و انصار حضرت صدیق اکبر کو امام بنا کر باجماعت نماز جنازہ پڑھنا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت علی نے باجماعت نماز جنازہ پڑھنے جانے سے اختلاف کیا اور یہ تجویز کی کہ دس آدمی اپنا نماز ادا کریں چنانچہ اسی طرح پڑھی گئی۔ ہم کو اس وقت اس سے بحث نہیں کہ یہ اقتراح صحیح ہے یا غلط کہ ہاجرین و انصار حضرت صدیق کو امام بنانا چاہتے تھے۔ ہم تو اس روایت کو صرف اس لیے آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں کہ اس میں دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو یہ بوقت نماز جنازہ حضرت صدیق اکبر کے نام کے ساتھ ان کی موجودگی کی تصریح ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ مردم اتفاق کرده است کہ حضرت رسول را در بقیع دفن کند و ابو بکر پیش ایشان را و ابوہ انحضرت نماز کند (حیات القلوب ج ۲ ص ۲۸) کہ لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضور کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے اور ابو بکر امامت کر انہیں۔



ان لفظوں سے حضرت صدیق کی بوقت جنازہ رسول موجودگی ثابت ہوئی۔ نہ وقت یہ بلکہ اس وقت صدیق اکبر کا موجود ہونا ثابت ہوا۔ جبکہ حضرت علی بھی موجود تھے۔ کیونکہ اس کے بعد یہ لفظ ہیں۔ پس حضرت درمیں ایسا دو خود برادنا ذکر وہ۔ پس حضرت علی کھڑے ہوئے اور آپ نے حضور پر ناز پڑھی۔ ان لفظوں سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر اس وقت موجود تھے جبکہ حضرت علی نے تنہا سب سے پہلے ناز پڑھی۔ اس کے بعد یہ لفظ ہیں: بعد از ان صحابہ فرمودند کہ وہ نفروہ نفروہ داخل میشدند کہ حضرت علی نے ناز پڑھنے کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ اب دس دس کی تعداد میں آکر ناز پڑھو۔ اس کے بعد یہ جملے ہیں: "تاکہ مدینہ و اطراف مدینہ ہر پرانجا صلوات فرستادند" (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۶) یہاں تک کہ مدینہ اور مدینہ کے ارد گرد رہنے والے سب سے ناز پڑھی۔ اب بالکل واضح ہو گیا کہ جس دن اور جہت حضرت علی نے ناز ادا کی اسی دن اور اسی وقت حضرت صدیق اکبر بھی وہاں موجود تھے۔ پھر مدینہ اور اطراف مدینہ کے تمام لوگوں نے ناز کی سعادت حاصل کی جس کا واضح ہو گیا کہ تمام صحابہ نے حضور کی ناز بخارہ ادا فرمائی۔ بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضور کا جنازہ نہین دن تک پڑا رہا۔ یہ پڑا رہا۔ کا توجیح لفظ صحابہ کرام کو بدنام کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ بایں وقت بولا جاتا ہے جبکہ لاش کا کوئی پسران حال ہی نہ ہو حالاً لکھنؤ یا قریب مجلسی کے لفظ یہ ہیں۔ روز و شب در شب مستغیر تا صبح و روز مستغیر تا شام کہ میر کے دن، مشکل کی رات اور مشکل کے دن شانہ تک ناز ہوئی رہی۔ جب اس سلسلے میں ناز ہوئی رہی، تو اس پڑا رہا کا لفظ بولنا کتنا تک صحیح ہے؟ البتہ یہ کیسے کہ تین تین میں تاخیر ہوئی اور اس کی وجہ شرف یہ تھی کہ ناز پڑھنے والوں کی کثرت تھی۔ اور ایک دن میں سب لوگ ناز کی سعادت نہیں حاصل کر سکتے تھے۔ اس لیے ایسا ہوا جبکہ شیعہ کتب کے حوالوں سے ظاہر ہے۔ بہر حال اگر تین دن بھی مان لیے جائیں تو اسکی وجہ شرف جگہ کی قلت اور ہجوم کی کثرت ہی تھی۔ نہ یہ کہ حضور کی تجیز و تکفین کی طرف کسی نے توجہ ہی نہ کی۔ ثانیاً اگر تین روز تک جنازہ رسول کا رکھا رہنا کوئی اعتراض کی بات ہے تو یہ

اعتراض خود حضرت علی اور اہل بیت پر بھی آتا ہے کہ اگر بالفرض والحق صحابہ کرام خلافت کے قضاہ میں تھک ہو گئے تھے تو پھر حضرت علی اور اہل بیت نبوت ہی اس کام کو سرانجام دیتے اور تین روز تک جنازہ نہ رکھا رہتے دیتے۔ لیکن انھوں نے بھی ایسا نہیں کیا۔ ثانیاً تاخیر میں اس قاعدہ کی رعایت بھی ملحوظ ہو گئی کہ بادشاہ کی وفات کے بعد حکومتیں اس وقت تک اس کے وجود کو حوالہ نہیں کرتیں جب تک کہ اس کے قائم مقام کا انتخاب نہ ہو جائے خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ خلافت کا مسئلہ شیعہ حضرات کے نزدیک نبوت ہی کی طرح ہے، چنانچہ حضرت علی نے اس وقت تک حضور کے جسم اقدس کو قبر مبارک میں جلوہ ریز نہیں کیا جب تک کہ مسلمانوں نے آپ کے قائم مقام کا انتخاب کر لیا۔ تاخیر کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ مگر ہر ایک نزدیک تاخیر کی اصل وجہ شرف یہ تھی کہ کثرت ہجوم کی وجہ سے ایسا ہوا کیونکہ ایک دن میں تمام انصار و تابعین شرکت جنازہ کی سعادت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے دو شب و روز تک متواتر جنازہ ہوتی رہی۔ اس کو ظاہری طور پر تاخیر کہہ لیجئے حقیقت میں یہ تاخیر تھی ہی نہیں۔ کیونکہ تاخیر با طرے رہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی نے توجہ ہی نہ کی۔ اس معنی میں تاخیر کا لفظ استعمال کرنا حق و صداقت کا خون کرنا ہے۔ رابعاً پڑے رہنے کا اعتراض ہی سرے سے لغو اور پھر ہے کیونکہ انبیاء اور خصوصاً حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو عام لوگوں کے جسم سے ممتاز سمجھا ہی نہیں ہے۔ حضور حیات الہی ہیں۔ آپ کے جسم پاک کو اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے۔ طہرائی کی حدیث ہے کہ اللہ نے زمین کے لیے حرام کر دیا ہے کہ

ان الله حرم على الارض ان تاكل  
جسدا لا انبیاء فنبی الله حی یوق  
ان الله حرم على الارض اجساد الانبیاء  
(ابوداؤد)

وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ اللہ کا  
نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق  
دیا جاتا ہے۔ اللہ نے زمین کے لیے  
انبیاء کے جسموں کو حرام کر دیا ہے۔

تو یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہیں اور ایک آن کیسے وعدہ اہل مطاہق



آپ پر موت طاری ہوئی تھی اور پھر مثل سابق وہی آپ کی حیات جسمانی ہے تو ایسی صورت  
میں پڑے ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس باب میں ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور  
کا جسم مبارک قیامت تک اسی طرح جلوہ بریز رہتا تو آپ کے جسم کا کچھ بھی نہ گزرتا۔ اس لیے  
پڑے رہنے کا لفظ ہی استعمال کرنا بے معنی اور لغو ہے۔ بہر حال جب معتبر مذہبی کتب سے  
یہ ثابت ہے کہ تمام مجاہدین و انصاریں جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی تو اس میں  
صورت میں صحابہ کرام کو خصوصاً خلفاء و اربعہ پر بے نیاز و الزام لگانا اور ان کی شان اقدس میں  
بے ادبی کرنا کسی بھی سید عالم عقل کے نزدیک صحیح نہیں ہو سکتا۔ ان معتبر مذہبی کتب سے ان لوگوں  
کے ہونے ہوئے بھی لوگ صحابہ پر الزام لگائیں کہ صحابہ تو جنازہ رسول میں شریک نہیں ہوئے  
تو اس کے متعلق ہم صرف یہ کہیں گے کہ اللہ ان کو ہدایت دے۔

**وفات نبوی کا مختصر حال** | تذکرہ بھی کروں جس سے اس شہد کی دنیا حسرت بھی رہی اور  
صحابہ کے ساتھ حضور کو اور حضور کے ساتھ صحابہ کو جو عشق و محبت تھا اس حال میں معلوم ہو جائیگا۔  
**المہجری** | یہ وہ سال ہے جس میں حضور اکرم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نئی رسالت ادا کرنے  
کے بعد اپنے پیچھے والے کی طرف رجوع فرمایا۔ رحلت سے چھ ماہ قبل سورہ ۱۱۰ آجاء کا نزول ہوا  
جس میں یہ فقرہ تھی: **آیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا**۔ آپ نے دیکھا کہ لوگ فوج در فوج  
فوج دین الہی میں داخل ہوتے ہیں۔ آخری رمضان ۱۱۰ ہجری میں آپ نے ۲۰ یوم کا اعتکاف  
فرمایا۔ حالانکہ دس یوم اعتکاف فرماتے تھے۔ وفات کے سال جبریل امین کے ساتھ دوسرے مرتبہ  
قرآن کا دور فرمایا۔ حالانکہ سال میں ایک دفعہ رمضان میں پورا قرآن فرمائی سستے تھے تہذیب الوداع  
کے موقع پر خطبہ ارشاد فرمایا اس میں بھی فرمادیا تھا کہ مجھے اُمّی نہیں کہ آئندہ سال تم سے علی گول  
شروع ماہ صفر ۱۱۰ ہجری میں احد تشریف لے گئے اور شہداء و اہل بیت کو اپنی زیارت سے مشورت  
فرمایا اور تمام مسلمانوں کو اپنے منین دیدار سے شہد فرمایا۔ ادھی رات کے وقت جنت البقیع

میں دفن ہوئے گئے جو مسلمانوں کا قبرستان تھا۔ واپس تشریف لائے تو مزاج اقدس ناساز  
تھا۔ پانچ دن متواتر باری باری ازواج مطہرات کو مشرت فرمایا۔ بالآخر آخری قیام حضرت عائشہ  
کے یہاں فرمایا۔ آمد و رفت کی جب تک قوت رہی آپ مسجد میں نماز پڑھنے تشریف لاتے  
رہے۔ سب سے آخری نماز حضور نے پڑھائی وہ مغرب یا عصر کی تھی چونکہ سر میں درد تھا اس لیے  
آپ رومال باندھ کر تشریف لائے تھے۔ اس میں آپ نے والرسالت عنان کی قزاق فرمائی تھی  
عشاء کی نماز کا وقت آیا تو دریافت فرمایا کہ نماز ہو چکی؟ صحابہ نے عرض کی سب کو حضور کا انتظار ہے  
تین بار غسل فرمایا۔ آخری غسل کے موقع پر بھی سوال فرمایا صحابہ نے وہی جواب دیا، اٹھنا چاہا مگر  
ضعف گیا۔ جب آفتاب نواؤ فرمایا ابو بکر نماز پڑھائیں حضرت عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ  
رتیق قلب ہیں آپ کی جگہ کھڑے نہ ہو سکیں گے۔ مگر آپ نے یہی حکم دیا کہ ابو بکر نماز پڑھائیں  
چنانچہ حضرت صدیق اکبر نے حیات نبوی میں تین روز یا، وقت کی ناسازیں پڑھائیں۔ وفات  
سے دو یوم قبل عصر کی نماز کے وقت آپ کی طبیعت سکون پذیر ہوئی، غسل فرمایا اور حضرت علی  
اور حضرت عباس نظام کو آپ کو مسجد میں لائے۔ جماعت کھڑی ہو چکی تھی، حضرت ابو بکر نماز پڑھا  
رہے تھے۔ آہٹ پا کر پیچھے ہٹے حضور نے اشارہ سے روکا اور حضرت ابو بکر کے پہلو میں بیٹھ  
کر نماز پڑھائی، یعنی آپ کو دیکھ کر حضرت ابو بکر اور حضرت ابو بکر کو دیکھ کر لوگ نماز کے کان  
ادا کرتے تھے۔ نماز کے بعد حضور نے خطبہ دیا جو آپ کا آخری خطبہ تھا۔ فرمایا خزانے  
اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ وہ آخرت کو قبول کرے یا دنیا کو۔ تو اس بندے نے آخرت  
کو قبول کیا ہے۔ یہ سن کر ابو بکر پڑے لوگوں نے تعجب سے ان کی طرف دیکھا کہ حضور تو ایک  
مخلص کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں کہ اس نے آخرت کو قبول کیا ہے۔ یہ رونے کی کونسی بات؟  
مگر راز و ربوبیت سیدنا صدیق اکبر سمجھ چکے کہ وہ بندہ خود حضور کی اپنی ذات ہے۔ حضور نے  
اپنے خطبہ میں بھی فرمایا کہ سب سے زیادہ میں جس کی محبت اور دولت کا ممنون ہوں وہ ابو بکر  
میں مسجد کے رخ کوئی اور دیر بچا ابو بکر کے دیر بچے کے سوا باقی نہ رکھا جائے۔ ادھر انصار کا



یہ حال تھا کہ حضور کی علالت کی خبر معلوم کر کے روتے تھے۔ صحابہ کرام پریشان و غمگین تھے۔ حضرت فاطمہ کو حضور نے بتا دیا تھا کہ میرا وصال اسی مرض میں ہوگا۔ غرض کہ مرض میں اضافہ اور تخفیف ہوتا رہتا تھا۔ آخری دن یعنی پیر کے روز بظاہر طبیعت پر سکون تھی۔ حجرہ مبارکہ جو مسجد سے ملا ہوا تھا آپ نے صبح کے وقت پر وہ اٹھا کر مکینا صحابہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور صدیق اکبر راست فرما رہے تھے۔ تھوڑی دیر حضور نماز کا منظر ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اس نظارہ سے رنج اور پریشانت اور ہوشوں پر مسکراہٹ تھی۔ حضور مسکرا دیے۔ صحابہ نے دل تقاضا لیے۔ شوق اور اضطراب سے یہ حال ہو گیا کہ رنج نوری کی لٹ متوجہ ہو جائیں۔ حضرت صدیق سمجھے کہ حضور کا نالہ این اٹنے کا ارادہ ہے۔ پیچھے ہٹنے لگے کہ حضور نے ہاتھ سے اشارہ فرما دیا اور آپ حجرہ میں داخل ہو گئے اور پرے ڈال دیے اور اب وہ ساعت آئی کہ بیچ پاک عالم قریس میں پہنچ گئی۔ خبر وفات سے صحابہ سراپا سید ہو گئے۔ کوئی حیران ہو کر جھلک نہ لگا سکا اور کوئی شہرہ ہو کر جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ اللہ صل علیہ والہ اصحابہ صدقہ کثیرا کثیرا عقیدت کثیرا کو یقین ہی نہ آتا تھا کہ حضور نے الوداع کہا۔ عمر فاروق نے تلوار کھینچ لی۔ اور فرماتے لگے کہ جو یہ کہے حضور نے وفات پائی اس کا سر اڑا دوں گا۔ حضرت صدیق اکبر گھر میں گئے۔ جسم طہر کو کھینچا پیشانی منور کو چھوٹا۔ آنسو نکل پڑے۔ پھر زبان سے کہا میرے پردہ دار حضور پر شمار پھر مسجد میں آئے اور وفات نبوی کی اطلاع دی۔

تجذیر تکفین کا کام دوسرے دن مکمل کر ہی شروع ہو گیا تھا۔ ابن اسحاق نے غسل تکفین سیرت میں لکھا ہے کہ وفات دوپہر کو ہوئی تھی۔ حضرت انس سے بخاری کی روایت یہ ہے کہ آخریوم یعنی پیر کے آخر وقت وصال ہوا۔ حافظ ابن حجر نے دونوں باتوں میں تطبیق دی کہ وصال اس وقت ہوا جبکہ دوپہر چل چکی تھی اور سر پہر کا وقت تھا۔ گو باپیر کے دن غروب آفتاب کے قریب آپ کا وصال ہوا۔ اس کے بعد تندرقت نہیں ہا تھا، کہ غروب آفتاب سے پہلے تجذیر تکفین سے فراغت ہو سکے۔ اس لیے دوسرے دن مکمل کو

پورا انتظام ہوا۔ اور اسی دن جسم اقدس کو حجرہ طہر میں رکھ دیا گیا۔ جس حجرہ میں آپ نے وفات پائی تھی، وہیں لوگ علی الترتیب تھوڑے تھوڑے کر کے جاتے تھے اور نماز جنازہ ادا کرتے تھے۔ اس لیے بھی دیہی اور شہنشیہ یعنی مکمل کا دن گزار کر شام کو فراغت ہوئی۔ ابن سعد وغیرہ کی بعض روایتوں میں یہ ہے کہ چار شنبہ بعد (کو تہذیب ہوئی لیکن یہ تمام روایتیں موقوف ہیں بخود ابن سعد میں جو صحیح روایات ہیں ان میں یہ ہے کہ مکمل کے دن تہذیب ہوئی۔ البتہ بعد کی شام شروع ہو گئی تھی (یا درہے کہ اسلامی تاریخ بعد از غروب آفتاب شروع ہوتی ہے) ابن ماجہ کتاب الجنائز میں بھی یہ ہی ہے۔

فلما فرغ من جنازہ یوم الثالث | اور جب فارغ ہوئے حضور کی

تجذیر سے مکمل کے دن

یہ حال یہ بات دونوں فریق کی کتب سے ثابت ہے کہ وصال پیر کے دن ہوا اور مکمل کے دن تہذیب ہوئی۔ البتہ مکمل کا سارا دن حزن ہوا۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی یا رات شروع ہو گئی (یہ بعد کی رات ہے) نیز قبر کنی کا کام غسل کے بعد شروع ہوا۔ اس لیے بھی دیہی ہو گئی۔ حضرت علی نے غسل دیا۔ فضل بن عباس اور اسماء بن زید نے پردہ کیا۔ اوس بن خولی انصاری پانی کا کھڑا لاتے تھے۔ حضرت عباس کے دونوں صاحبزادے فہم اور فضل مدد دیتے تھے۔ تین سوتلی سفید کپڑے جو سحول کے بنے ہوئے تھے کفن میں استعمال ہوئے غسل رکفن کے بعد سوال پیدا ہوا کہ آپ کو دفن کہاں کیا جائے، حضرت ابو بکر نے فرمایا نبی جس جگہ وفات پاتا ہے، وہیں دفن ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی جگہ جہاں وصال ہوا قبر کھودنا تجویز ہوا۔ قبر ابو طلحہ نے کھودی۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ابو عبیدہ صندلی قبری کھودنے سے منع ہوئے اور طلحہ کھدی۔ جب اس بات پر شورہ ہوا کہ قبر کھودی جائے تو حضرت عمر نے فرمایا ان دونوں صاحبوں کے پاس آؤ بھیجا جائے جو پیٹے آجائے وہی قبر کھوئے۔ لوگوں نے حضرت عمر کی رائے کو پسند کیا اور حضرت طلحہ ہی گھر پر رہے اور ان کے سپرد یہ خدمت ہوئی۔



**جنازہ** جب جنازہ تیار ہو گیا تو لوگ نماز کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ نزدیکی کی روایت میں ہے کہ صدیق اکبر نے مشورہ دیا کہ دس آدمی باری باری آئیں اور نماز پڑھیں۔ چنانچہ مردوں نے پھر بچوں نے غرض کہ تمام صحابہ کرام، انصار و مہاجرین نے نماز پڑھی۔ امام کوئی نہ تھا۔

وفات نبوی کا واقعہ ہم نے نہایت اختصار سے پیش کیا ہے اور بہت سے واقعات چھوڑ دیے ہیں۔ ان سے آپ جنازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کو حضور سے اور حضور کو صحابہ سے کس قدر محبت تھی۔ خصوصاً صدیق اکبر کا نماز پڑھانا اور حضور کا ان کے متعلق یہ فرمانا کہ صدیق کے احسان محمد پر بہت ہیں یہ وہ حقائق ہیں جن کو دیکھ کر کوئی صاحب عقل ایک لمحہ کے لیے بھی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ صحابہ تو جنازہ نبوی میں بھی شریک نہ ہوئے۔

**دعا و کیفیت نماز جنازہ** لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ حضور کی نماز جنازہ کس طرح ہوئی تو جواب یہ ہے کہ حضور کی نماز جنازہ میں کوئی امام نہ تھا۔ اور نہ اس میں وہ دعائیں پڑھی گئیں جو عام جنازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ حضور کی نماز جنازہ یہ تھی کہ لوگ نہایت ادب و احترام کے ساتھ حاضر ہوتے تھے اور صلوٰۃ و سلام عرض کر کے واپس ہو جاتے تھے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ نماز قیامت تک جاری ہے اور جو لوگ روزِ اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں وہ اس حقیقت میں آج بھی نماز جنازہ ہی پڑھتے ہیں۔ ابن ماجہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:-

رسول اللہ کے دن جب حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے فراغت

ہوئی تو سرکارِ اقدس کو آپ کے مبارک

گھر میں تخت پر رکھ دیا گیا اور صحابہ

لہذا فرمایا میں جنازہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو اللہ وضع علی

سیرتہ فی بیتہ ثم دخل الناس

علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ارسالاً یصلون علیہ حتی اذا

فرغوا اذخلوا النساء حتی اذا

فرغوا اذخل الصبيان. ولم یبق

یوم الناس علیہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں کسی شخص نے لوگوں کی امانت نہیں کی۔

رضوان اللہ علیہم جمعین گروہ درگروہ  
اگر تنہا تنہا نماز پڑھنے لگے جب  
فارغ ہوئے تو صحابیات داخل  
ہوئیں وہ ان کے بعد یا بلاغ پہنچے آئے  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں کسی شخص نے لوگوں کی امانت نہیں کی۔

۲۔ مواہب اللدنیہ میں ایک روایت میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ملائکہ نے فوج و در فوج نماز پڑھی۔ پھر آپ کے اہل بیت کرام نے پھر اور لوگوں نے گروہ درگروہ نماز جنازہ پڑھی۔ اسکے بعد آخرین ازواج مطہرات نے نماز جنازہ ادا کی۔ ۳۔ اور روایت کیا گیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کرام نے نماز جنازہ پڑھی تو لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا، کہ وہ کیا پڑھیں تو انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے دریافت کیا۔ انھوں نے فرمایا حضرت علی سے پوچھو۔ حضرت علی نے لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعا پڑھو:- **اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ اٰخِرَآیَۃٍ نَّکَ کَبِیْرَکَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی سَيِّدِنَا وَ سَخِّدْ لَیْکَ صَلَوةَ اللّٰهِ الْاَبَدِیَّةِ الرَّحْمٰنِ عَلَی رَسُوْلِهِ الْاَمْرِ وَ النَّبِیِّیْنَ وَ الْمَصْدِقِیْنَ وَ الشَّہِدِیْنَ اَمَّا وَ الصَّالِحِیْنَ وَ مَا سَخَّی لَکَ مِنْ شَیْءٍ اَمَّا اَلْعَالَمِیْنَ عَلَی مُحَمَّدٍ اَبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاطِمِ النَّبِیِّیْنَ وَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اَمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَ رَسُوْلِ سَائِرِ الْعَالَمِیْنَ الشَّاهِدِیْنَ الْبَشَرِیْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِاَدْنِکَ بِاَدْنِکَ الْمَسْجِدِ الْمُنَبِّیِّ وَ عَلَیْکَ السَّلَامُ وَ ذِکْرُکَ الشَّیْخِ سَیِّدِ الدِّیْنِ اَبْنِ الْحُسَیْنِ اَلْمُرَّامِیْ** اغنی فی کتابہ تحقیق النقص ۴۔ اس حدیث کو شیخ زین الدین ابن الحسین المرعشی نے اپنی کتاب تحقیق الغرہ میں ذکر کیا۔

(مواہب اللدنیہ جلد ثانی ص ۳۰ - روزنامہ ج ۱۹۳)

بہر حال جنازہ رسول کا مسئلہ تو قطعاً ایک فرضی انسان تھا جو صرف اس لیے تصنیف کیا گیا کہ اس کی آٹھیں خلفاء ثلاثہ پڑھیں کیا جائے۔ حالانکہ کتب معتبرہ میں ہے:-



- ۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلفاء ثلاثہ کے ہاتھ پر بیعت کی (احتجاج طبری)
- ۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیچے نے اہل بیت پر ہتھ پڑھتے رہے (احتجاج طبری ص ۵)
- ۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثلاثہ کی مدح و ثنا کرنے پر ہے (منہج البلاغہ)
- ۴۔ حضرت علی نے اپنی صاحبزادی جو حضرت فاطمہ کے بطن سے تھیں حضرت عمر کے نکاح میں دی (کافی)
- ۵۔ حضرت علی نے خلفائے راشدین کے ناموں پر اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے۔ (جلاء البیون)
- ۶۔ حضرت علی نے حضرت عمر کے نماز جنازہ میں شرکت کی (تاریخ طبری)
- ۷۔ حضرت علی نے حضرت صدیق اکبر کے فضائل بیان کیے اور ان کے لیے دعا رحمت و مغفرت کی۔ (شرح منہج البلاغہ ص ۱۰)
- ۸۔ حضرت علی نے انصار کو اسلام کا پروردگار بننے والا فرمایا (منہج البلاغہ)
- ۹۔ حضرت علی نے امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو ایمان پرانے بارے میں راجع البلاغہ
- توجہ بہ حقیر فرمایا کہ میں نے یہ ثابت ہے کہ حضرت علی خلفائے ثلاثہ کو سونے اور مسلمان سمجھتے تھے۔ آپ نے ان کی تعریف و توصیف کی۔ ان کی خلافت کو تسلیم کیا جتنی کہ ان کی اقتدار میں نمازیں پڑھیں۔ تو ایسی صورت میں ان لوگوں کا فرضی افسانے تصنیف کر کے خلفائے ثلاثہ پر عین کرنا دراصل حضرت علی کو جھٹلانا ہے۔ ورنہ ہمیں بتایا جائے کہ اگر خلفائے ثلاثہ حق پر نہیں تھے اور انھوں نے حضور کی کتاب و جنازہ بھی نہیں پڑھی تھی تو حضرت علی نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت کیوں کی۔ اور ان کی خلافت کو کیوں تسلیم کیا ؟
- ۱۰۔ مسائل کی مزید تفصیل و توضیح کے لیے کتاب "نشان صحابہ" قیمت چار روپے۔ مکتبہ رفیعان لاہور سے منسک کر مطبعہ لکھنؤ۔

- ۴۱۔ حضور نے بطور میراث کچھ نہیں چھوڑا بلکہ چھوڑا آپ نے چھوڑا وہ صدقہ وقف تھا۔
- ۴۲۔ حضور کا مرتد منور کہہ کر مراد عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔
- ۴۳۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر روز صبح و شام آپ کی امت کے اعمال پیش کرتے ہیں
- ۴۴۔ قیامت کے دن ہر ایک نسبت سبب منقطع ہوگا (یعنی سود مند نہ ہوگا) مگر حضور کا نسبت سبب منقطع نہ ہوگا اسی واسطے حضرت عمر فاروق نے ام کلثوم بنت طلحہ سے نکاح کیا تھا۔
- ۴۵۔ قیامت کے دن لوہا محمد کے دست مبارک میں ہوگا اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا تمام انبیاء علیہم السلام اس جہنم سے تلے ہوں گے۔
- ۴۶۔ قیامت کے دن مرتبہ شفاعت کبریٰ حضور کے خصائص سے ہے کہ جب تک حضور فتح شفاعت نہ فرمائیں گے کیسکو مجال شفاعت نہ ہوگی حضور کی شفاعت میں طاعت الہی ہے طاعت الہی بطلعت حضور ناممکن ہے بیان تک کر آدمی اگر فرض نمازیں پورا اور حضور سے باذرائیں تو وہ فوراً جواب دے۔ حاضر خدمت ہو رہے شخص کتنی بھی پر تک حضور سے کلام کرے پر حضور نمازیں پڑھتے ہیں اور تمام انبیاء حضور کے امتی سب نے اپنے اپنے عہد پر یہی حضور کی نیابت میں کام کیا۔
- ۴۷۔ اللہ عزوجل نے حضور کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا۔ یا یعنی ہرگز حضور کو نور نہیں ملے اور باقی یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر حاضر کیا جاتا ہے کہ تمام کائنات حضور کے پیش نظر ہے۔ تمام عالم کا آپ معاینہ و مشاہدہ فرما رہے ہیں چنانچہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔
- با چندیں اختلافات و کثرت مذہب کہ در علمائے امت است۔ یک کس را دریں مسئلہ خلافت نیست۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات ہے شاہد مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر احوال امت حاضر نامرود و طالبان حقیقت را متوجہان آنحضرت را منفعی و مرقی است۔
- اقرب السبل بر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۹۱



★ فرشتے اجسام نورانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکو ہر طاقت دی ہے کہ ہر شکل چاہیں بن جائیں کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ ————— ★ وہی کرتے ہیں جو حکم الہی ہے حکم کئیلاں کچھ نہیں کرتے۔ زہد نہ سہوا نہ غطاؤہ اللہ کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں پاک ہیں۔

★ انکو مختلف خدیں پڑیں بعض کے ہر حضرت انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں وحی لانا کسی کے متعلق پانی برسانا کسی متعلق مجالس ذکر کا تلاش کر کے اس میں حاضر ہونا بعض کے فے انسان کے نامہ اعمال لکھنا بہت سے فرشتوں کا دربار رسالت میں حاضری دینا بعض کے فے دربار رسالت میں مسلمانوں کی صلوات و سلام پیش کرنا بعض کے متعلق مردوں سے سوال کرنا کسی کے دمہ قبض روح کرنا بعضوں کے دمہ عذاب کرنا کسی کے متعلق تصور بھونکنا اور ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو فرشتے بحکم الہی انجام دیتے ہیں۔

★ فرشتے زمرہ نہ عورت۔ تو اللہ و تناسل کا سلسلہ ان کے ہاں نہیں پایا جاتا۔

★ انکی تعداد وہی جائے جس نے انکو پیدا کیا اور اسکے بننے سے اسکا رسول ————— ★ تمام فرشتوں میں چار فرشتے زیادہ مغرب ہیں یہ چاروں دنیا کے بڑے بڑے اغظامات پر مامور ہیں ملک اور ملکوت کے اہم معاملات انہیں کے سپرد ہیں۔ ان چاروں کے نام یہ ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت اسرافیل علیہ السلام ————— ★ کسی فرشتہ کیساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے بعض جاہل اپنے کسی دشمن یا ناپسندیدہ شخص کو بکھر کہتے ہیں ملک الموت آگیا یہ کلمہ الہی جگہ انفعال کرنا نہایت گناہ ہے۔ ————— ★ فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نبی کی قوت کو کتبہ پیل سکے سر کچھ نہیں دوزخ

سے صور یعنی سیگ جس میں پہلی مرتبہ حضرت اسرافیل پھونک ماریں گے قیامت قائم ہو جائے گی اور اب جب دوبارہ پھونک ماریں گے تو سب دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ ۱۲۔

سے فرشتوں کی پیدائش کے متعلق تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں الہدایۃ الہیہ کرنی خلق الملائکہ۔

واللہ اعلم بالصواب

● جن آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض کو ہر طاقت دی گئی ہے کہ وہ مختلف شخصیں بن سکتے ہیں انکی عمریں بہت ہوتی ہیں اور یہ انسانوں کی طرح ذی عقل ہیں روح اور جسم رکھتے ہیں کھاتے پیتے جیتے مرنے ہیں۔

● ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی۔ انکے کفار انسان کی نسبت بہت زیادہ ہیں اور انکے شر و کوشیطان کہتے ہیں حق یہ ہے کہ ابلیس جو بنوں سے تھا کثرت عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں شامل تھا۔ امر الہی سے انکار کی وجہ سے۔

● جن کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ جن یا شیطان قہر بندی کی قوت کا نام ہے کفر ہے۔

### الہامی کتب ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض رسولوں پر صحیفے اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں انکی تعداد ایک سو چار کتاب ہے مگر ان میں چار کتابیں فہرے اور مشہور ہیں داؤد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سورہ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اس انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی (۴) چوتھی اور آخری آسمانی کتاب جو کہ سب افضل اعظم اکمل کتاب ہے سب سے افضل اور اعلیٰ رسول حضور پر نور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

● کلام الہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا یا بن معنی ہے کہ ہر اسے لئے اس میں ثواب زائد ہے ورنہ اللہ ایک اسکا کلام ایک اس میں افضل مفضول کی گنجائش نہیں۔ ● سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں۔ لہذا سب پر ایمان ضروری ہے مگر یہ بات اللہ ہوئی کہ لکھی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کی تھی ان سے اسکا حفظ نہ ہو سکا کلام الہی جیسا انزل تھا وہی ان کے ہاتھوں باقی نہ رہا بلکہ انکے شریروں نے ان کتابوں میں تحریف کردی یعنی اپنی خواہش کے مطابق گستاخ و عادیہ لہذا جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو وہ اگر ہماری کتاب کے مطابق ہے ہم اسکی تصدیق کریں گے اور اگر مخالفت ہے تو یقیناً جائیں گے کہ یہ ان شریروں کی تحریف است ہے اور اگر مخالفت مخالفت کچھ معلوم نہ ہو تو یہ حکم ہے کہ ہم اس بات کی تصدیق کریں نہ کہ مذہب بلکہ یہ کہ یہ کہ اللہ اور اسکے فرشتوں اور اسکی کتابوں اور اسکے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔



## امامت و خلافت

بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الہی انسانوں جنوں فرشتوں سے افضل صدیق اکبر ہیں۔  
پھر عارفاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمیعین پھر شخص مولیٰ علی بنی اللہ  
عنه کو صدیق یا فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے گئے ہیں بد مذہب ہیں۔

بیالیا کیا گیا ہے) و ذوات پاک ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا ہے میدان و مویا کا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شی اہل سنت کے نزدیک ہر موجود کو کہا جاتا ہے تو اس میں عرش سے فرش تک اور مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک تمام موجودات داخل ہیں اور ان کو موجودات میں لوح محفوظ بھی ہے جس میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ پس خود فرمائیں جب قرآن میں ہر چیز کا واضح اور تفصیل تام ہے اور زبان حق سبحانی و تعالیٰ مضبوط علیہ السلام تعمیل فرمایا ہے۔

قواب یہ امر پر ظاہر ہے کہ تعلیمِ تعالیٰ نبی اُمّی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پاک میں ہر چیز کا علم ہے۔ کوئی چیز ان سے مخفی نہیں ہے۔ اُمّی و دقیقہ دان عالم ہے سایہ و سائبان عالم

قرآن حکیم کی بعض آیتیں حکم ہیں کہ ہماری سچ ہیں فی ہیں اور بعض منشاء بر کر ان کا پورا مطلب اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا منشاء بر کے معنی کی تلاش وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی ہوتی ہے جو لوگ علم میں مسخ ہوتے ہیں وہ بول کہتے ہیں ہم اس کے ساتھ ایمان لائے حکم منشاء بر سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

قرآن کریم میں ہر چیز کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ **وَنَزَّلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بَيِّنَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ** اے نبی! ہم نے تم پر اس کتاب کو بھیجا ہے تاکہ ہر چیز کے لیے اس میں

اے تمہاں! ایسا وائے اور علی بیان جس سے خفا باقی نہ رہے اور میان کے لئے کس (باقی حاشیہ) لکھے نیچے







## ولایت

ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم مشکشف کر دیئے ہوں جسے عرف میں علم لدنی کہا جاتا ہے اسکا شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سوائے کسی عذر شرعی کے بکد و کش نہیں ہو سکتا۔

ادویائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے۔ ان میں جو اسانحہ مت ہیں ان کو نصرتِ افیضہ دیا جاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں۔ انکو نصرت و اختیارات جنسہ کی بنیاد میں ہی ملے ہیں ان پر علوم غیبیہ مشکشف ہوتے ہیں ان میں سے بہت کو وحی محفوظ کے مندرجات پر اصداع دی جاتی ہے سے لوح محفوظ است پیش ادویاء۔ آپ محفوظ است محفوظ از خطا

مگر یہ کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ و عطا سے ہے۔

بے ان کے واسطہ خدا کچھ عطا کرے حاشا غلط غلط یہ ہوس بے ہوس کی ہے

کرامات ادویاء حق ہیں۔ ان کا مستکمر گمراہ ہے۔

اللہ کے مقبول و محبوب بندوں سے استمداد و استعانت مجرب و مستحسن ہے۔ یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے کہ وہ کسی جائز لفظ سے ہو۔ رہا ان کو فاعل حقیقی جانا یا نہ مگر بن کافریت مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا منکرین کا وطیرہ ہے (ظنوا المؤمنین خیرا) انہیں ایصالِ ثواب کرنا نہایت موجبِ برکات و امر متبہ ہے۔ اسے عرفاً براہِ ادب و تدبیر کیا کہتے ہیں یہ نذر شرعی نہیں جس کو فقہانے عبادت کہا ہے بلکہ نذر رضی بدیہ تدبیر ہے۔ عرس دیائے کرام یعنی قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و نعت خوانی و دعا ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے نہایت شریعہ ہر حالت میں مذموم ہیں مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم (نظر رہی تبصرہ)

(ضروری تنبیہ) چونکہ فضلہ تعالیٰ مسلمانوں کو عموماً اولیاء و کرام اور بزرگانِ دین سے ایک خاص عقیدت ہوتی ہے اور ان کے سلسلے میں واسطی کو اپنے لئے فلاح و اربن تصور کرتے ہیں۔ اس وجہ سے موجودہ زمانے کے بہت سے بد مذہبوں اور بے دینیوں نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے پیری مریدی کا حال بھی پھیلا دیا ہے حالانکہ یہ لوگ اولیاء کے منکر ہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتے ہیں۔ لہذا جب مرید ہوتا ہو تو اچھی طرح چھان بچھان کرے۔ ورنہ اگر کسی بد مذہب کے جال میں آگئے تو ایمان سے بھی باختہ ہو بیٹھیں گے۔

اے لبالبلیس آدم روئے بہت پس بہر دستے نہ بایدا و دست

کسی کو پیر کوٹنے سے پہلے ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ اس میں کم از کم چار شرطیں ضرور ہوں۔ (۱) بالکل صحیح العقیدہ سنی ہو (۲) کم از کم اتنا عالم دین ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے (۳) شریعت اسلام کا کامل متبع ہو۔

خلافت پیغمبر کے راگزیدہ کہ ہرگز بمنزلِ خواہ بدر رسید  
(۴) اس کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔

## عالم برزخ

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں منہ کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام امن و جن کو حسبِ مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ان کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو برزخ میں کسی کو ادم اور کبک تکلیف • شخص کی حقیقی زندگی تشریہ اس میں زیادتی ہو سکتی ہے نہ کی جب زندگی کا وقت پورا ہو جائے اس وقت نصرتِ عزوجل علیہ السلام میں شرح کیلئے آتے ہیں • مزیکے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسان کے



ساتھ باقی رہتا ہے اگرچہ رُوح بدن سے جدا ہوگئی مگر کچھ بدن پر گزرتے گی رُوح ضرور اس سے آگاہ و  
مشاور ہوگی جس طرح حیات دنیا میں ہوتی ہے بلکہ اس سے زیادہ دنیا میں شہدایانی سر ہوا نرم فرش لذت  
کھانا سب باتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں مگر راحت و لذت رُوح کو پہنچتی ہے اور ان کے عکس بھی جسم ہی  
پر وارد ہوتے ہیں اور کلفت و اذیت رُوح پاتی ہے اور رُوح کیسے خاص اپنی راحت و اہم کے الگ  
اسباب ہیں جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے۔ بعینہ یہی سب حالتیں بروز ہیں۔ ● موت کے معنی رُوح کا  
جسم سے جدا ہونا نہیں نہ یہ کہ رُوح مر جاتی ہے جو رُوح کو قیامت دہندہ ہے ● مردہ کلام بھی کرتا ہے اور  
انکے کلام کو عوام جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں ● جب مردہ کو قبر میں نہ کرتے  
ہیں سو فتنہ اسکو فربہ داتی ہے اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دہانا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ناں پیاریں اپنے بچے کو  
نذر سے چٹیا لیتی ہے اور اگر کافر ہے تو اسکو اس مردہ سے دہانی ہے کہ دھڑکی پسلیاں ادھر اور ادھر کی  
ادھر ہوجاتی ہیں ● جب فن کرپولے دفن کرکے وہاں سے چلتے ہیں۔ انکے بتوں کی آواز سنتا ہے۔  
اس وقت اسکے پاس و فرشتے آتے ہیں۔ ان کی شکلیں نہایت ڈرونی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں۔ ان میں سے  
ایک کو نکھوڑو دے کر کو نکیر کہتے ہیں۔ مردے کو جھنجھوڑتے اور ٹھکر کر اٹھاتے ہیں اور نہایت سختی لیتا ہے اور  
میں سوال کرتے ہیں پہلا سوال مَنْ دَعَبْتَ تیرا رب کون ہے دوسرا سوال مَا دَعَبْتَ تیرا دین کیا ہے۔  
تیسرا سوال مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذِهِ السَّجِل ان کے پاس سے تو کیا کہتا تھا مردہ مسلمان، تو پہلے سوال  
کا جواب بخیر دیتی اللہ میرا رب اللہ ہے اور دوسرا جواب دیکھا دینی الاسلام میرا دین اسلام ہے پھر سے  
سوال کا جواب دیکھا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ  
کہیں گے تمھے کس نے بنایا۔ کہے گا میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔  
● خراب قبرتی ہے اور یوں ہی ثواب قبر اور دونوں جسم و رُوح پر ہیں جسم اگر چھل جائے جل جائے خاک  
ہو جائے مگر انکے اجر و انصاف قیامت تک باقی رہیں گے وہ مردہ و خراب ثواب ہوں گے وہ انہیں پر

دو قیامت دوبارہ ترکیب جسم فرمائی جائیگی وہ کچھ ایسے باریک بینی سے دیکھ کر ہنسی چک کر کھیل لگا دے گا۔  
 کہتے ہیں کہ کسی خود پرین سے نظر اٹکتے ہیں نہ اٹکنا نہیں جلا سکتی ہے نہ زمین انہیں گلا سکتی ہے وہ  
 تخم جسم ہیں لہذا قیامت رتوں کا اعادہ اسی جسم میں ہوگا نہ جسم دیگر ہیں۔

عذاب و ثواب بڑا انکار دہی کر گیا جو کراہ ہے • مرد اگر قہر میں دھن نہ کیا جائے تو جہاں  
پڑا رہ گیا یا پھینکا گیا یا غرض کہیں جو اس سے وہیں سوالات ہونگے اور وہیں ثواب یا عذاب سے پہنچے گا  
بہان کہ اسے شہر کیا گیا تو شہر کے پربت میں سوال و جواب و عذاب جو کہیں ہو رہی ہو سنیگی۔

انبیاء علیہم السلام اور ادبیا کرام و علماء دین و شہداء و حافظانِ قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوئے  
اور وہ جو منصبِ محبت پر فائز ہیں اور وہ جہ جس نے کبھی اللہ عز و جل کی محبت نہ کی اور وہ اپنے اوقات  
و روشنائی میں متفرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کہا جاسکتی جو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں یہ  
غیبت کلمہ کہے کہ مٹی کی مٹی میں مل گئے گمراہ بدینِ غیبت اور بے ادب ہے ۔

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کیلئے بنایا ہے۔ اس میں وہ نعمتیں ہیں جن کی ہم جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا نظہ گزرا جو کوئی مثال اسکی تعریف میں دی جائے سمجھانے کیلئے ہے ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ نئے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ فرسبت نہیں۔۔۔۔۔ جنت کی وسعت کو اللہ اور رسول ہی جانتا اجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں سوئیں ہیں۔ ایک حدیث ترمذی کی یہ ہے کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہوں تو سب کیلئے وسیع ہے۔۔۔ جنت میں خضیٰ نص چیز کی خواہش کوں گے دیس پائیں گے۔

اے کعبہ معظمہ جنت سے اعلیٰ ہے اور زمین کا وہ ٹکڑا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے  
مٹ ہے وہ کعبہ بکبر عرش اعلیٰ سے بھی افضل و اعلیٰ ہے مگر یہ دنیا کی چیزیں نہیں ہیں (ربہار شریعت)



جنت میں نیند نہیں کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنت میں موت نہیں۔

جنت میں خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے آفتاب اور چودھویں رات کا چاند بیک کو اپنی اپنی جگہ سے دیکھنا ہے کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لئے مانع نہیں۔

## دوزخ

یہ ایک مکان ہے کہ اس قہار و جبار کے جلال و فہر کا مظہر ہے جس طرح اسکی رحمت و نعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات تصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک شمر سے اسکی مشہد لغتوں سے بڑا اسی طرح اسکی غضب و قہر کی بھی کوئی حد نہیں جنہم کے شرارے اپنے اپنے حصوں کے برابر لڑیں گے۔ گو باز دوزخوں کی قطار کہ برابر کھڑے رہیں گے۔ آدمی اور چھڑاں کا ایندھن ہے۔ دنیا کی آگ اس آگ کے نشتر خیزوں میں سے ایک جز ہے۔

جس کو سب سے کم درجے کا عذاب ہوگا اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ایسے کھوٹے کا جیسے تانبے کی پیل کھولتی ہے وہ مجھے گا سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے۔

جنہم کی آگ ہزار برس تک دہکاتی آگنی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس اور یہاں تک کہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس اور یہاں تک سیاہ ہوگئی تو اب وہ سیاہی سے روشنی کا نام نہ نہیں جبریل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم کھا کر عرض کی کہ اگر جنہم سے سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین دلتے اسکی گرمی سے مر جائیں۔ اگر جنہم کا دار و عہد اہل دنیا پر ظاہر ہو تو زمین دلتے کل کے کل اسکی ہیبت سے مر جائیں۔ اگر جنہم کی آگ نہ خیر کی ایک کڑی دنیائے پہاڑ پر پھر کھدی جائے تو وہ کانپنے لگیں یہاں تک کہ زمین کے نیچے تک دھنس جائیں۔

نیل کی جلی ہوئی تھچٹ کی شکل سخت کھوٹا ہوا پانی پیئے کو دیا جائے گا کہ منہ کے قریب

ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی سر پر گرم پانی بہا جائے جنہم کے بدن سے جو پیپ پے گی وہ چلائی جائے گی خار دار غصہ کھانے کو دیا جائیگا۔ وہ ایسا ہوگا کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں آجائے تو اس کی سوزش و درد تو تمام اہل دنیا کی معیشت برباد کرے وہ گلے میں پھنسا ڈالے گا تو اس کے اتارنے کیلئے پانی مانگیں گے۔ ان کو وہ کھوٹا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب لٹے ہی اسکی ساری کھال گل کر اس میں گر پڑے گی اور پیپ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹوٹے ٹوٹے کرے گی اور وہ شور بے کی طرح قدموں کی طرف نکلیں گی۔

دوزخیوں کے باسے احادیث واردہ سے مجموعی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کفار کی شکل جنہم میں انسانی شکل نہ ہوگی کہ یہ شکل احسن التقویم ہے اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب کرانے نبیوں کی شکل سے مشابہ ہے بلکہ جنہم کی جلیب ایسا کہ سیر اور بد صورت ہوگا کہ اگر دنیا میں کوئی جتنی اسی صورت پر لیا جائے تو لوگ اس کی بد صورتی اور بدبو کی وجہ سے مر جائیں۔

## ایمان و کفر

دین کا سب سے بڑا بنیادی مسئلہ ایمان اور کفر ہے۔ رب تعالیٰ نے تمام انسانوں کو دو گروہوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ جیسا کہ وہ فرمانا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْكُمْ كَافِرٌ وَ مِنْكُمْ مُؤْمِنٌ

ترجمہ: وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا سو بعض تم میں سے کافر اور بعض تم میں سے مومن ہیں۔ اور ایک تبصرے کے گروہ منافقین کا بھی قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے۔ دراصل کافر اور منافق ایک ہی گروہ ہے لیکن منافقوں کی شکل و صورت عام کفار سے مختلف ہوتی ہے۔ اس بنا پر ان کا بیان علیحدہ کیا گیا ہے۔ یہ گروہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے زیادہ خطرناک ہے۔ ائمہ اسلام نے



ایمان کی تعریف اس طرح فرمائی ہے۔ ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کا نام ہے۔ ہر س چیز جس کا ثبوت آپ سے قطعی اور ضروری طور پر جو ہائے ۔

اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اعمال بدن خرو ایمان نہیں۔ رہا تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا مثلاً گو ٹکڑے یا مجبور ہے تو اللہ کے ان مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو احکام دین میں کافر سمجھا جائے گا نہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں

ملہ ثبوت قطعی، جو چیز حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک بذریعہ تواتر پہنچی ہے اس کا ثبوت قطعی ہے۔ جیسے قرآن کریم، نمازوں کی تعداد، تعداد رکعات، کوکبا و سجود کی کیفیات، اذان، زکوٰۃ، حج، اونچی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا ختم ہونا۔ (تواتر) کے معنی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ کہ ہم تک ہر قرن ہر زمانہ میں دنیا کے مختلف خطوں میں حضور سے اس کے روایت کرنے والے اس قدر زیادہ تعداد میں رہے ہوں کہ ان سب کا کذب و خطا پر اتفاق عقلا محال سمجھا جاتا ہو۔

ملہ ثبوت دہری جس کو ضروری یا بالضرورہ کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ ہے کہ تواتر کے ساتھ ساتھ اسکی شہرت تمام خاص و عام مسلمانوں میں اس درجہ ہو جائے کہ عوام تک اس سے واقف ہوں۔ جیسے اللہ جل شانہ کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت، نار، عرش، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا فرض ہونا۔ اذان کا سنت ہونا اور یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یاد رہے کہ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علماء میں تو مشرک نہیں کہتے جانتے ہیں مگر علماء کی صحبت سے شرف یاب ہوں اور رسائل علیہ سے ذوق رکھتے ہوں، تاکہ وہ گزار اور جنگلی جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے کہ ایسے لوگوں کا ضروریات دین سے ناواقف ہونا اس ضروری کو غیر ضروری نہیں کر دے گا البتہ ایسوں کے مسلمان ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ضروریات دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے۔ ان سب باتوں پر اجمالاً ایمان لائے ہوں۔

دفع کریں گے مگر عند اللہ وہ مومن ہے۔ بشرطیکہ کوئی امر خلاف اسلام خطا ہو نہ کیا ہو۔

## کفر

جن امور کی تصدیق ایمان میں ضروری ہے۔ ان میں سے کسی امر فردی کی تکذیب و انکار کفر ہے ایمان کیلئے تمام ضروریات دین کی تصدیق و تسلیم ضروری ہے لیکن کفر میں ان سب چیزوں کا انکار تکذیب ضروری نہیں بلکہ کسی ایک چیز کی تکذیب و انکار بھی کفر ہے خواہ باقی سب چیزوں کو صدق دل سے قبول کرتا ہو اسی لئے ایمان و اسلام کا ایک ہی حقیقت ہے اور کفر کی بہت سی اقسام ہو گئی ہیں۔ اقسام کفر کا تفصیلی بیان تو غطاء کلام کی مستند کتب میں آپ کو ملے گا۔ خلاصہ یہ ہے (۱) تکذیب کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص سر سے وجود باری کا ہی منکر ہو جیسے دہریہ زمانہ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول تسلیم نہ کرے جیسے بنو ہمدان اور رضائی (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ رسول تسلیم کرنے کے بعد آپ کے کسی قول کو صراحتہً غلط یا جھوٹ قرار دے (۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی قطعی الثبوت قول یا فعل رسول کو یہ کہہ کر رد کر دے کہ یہ حضور علیہ السلام کا قول یا فعل نہیں ہے۔ یہ بھی وہ حقیقت رسول کی تکذیب ہے (۵) پانچویں صورت یہ ہے کہ قول و فعل کو بھی تسلیم کرتے ہوئے اس کے مفہوم کی الہی خود ساختہ تاویل کرے جو قرآن و حدیث کی قطعی تصریحات کے خلاف ہو جیسے ختم نبوت کا ایسا مفہوم بیان کرے جس سے ختم رانی کا انکار لازم آئے یا اسلام کو دین ناقص قرار دے۔

لے اہل حق نے اتفاق کیلئے کہ ایمان و اسلام باہم متلازم ہیں۔ یعنی اسلام بغیر ایمان کے مستبر نہیں اور ایمان بغیر اسلام کے مستبر نہیں۔ پس ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔ ہر مومن مسلم ہے اور ہر مسلم مومن ہے۔ ای مصداقاً ۲۰ کذا فی المسامع ص ۲ طبع مصر



## ضابطہ تکفیر

تکفیر مسلم کے بارے میں ضابطہ شرعی یہ ہے جب تک کسی شخص کے کلام میں تاویل صحیح کی گنجائش ہو اور اس کے خلاف کوئی تصریح منکلم کے کلام میں نہ ہو یا اس عقیدے کے کفر معہ نہیں اثر جہاد میں ادنیٰ سے ادنیٰ اختلاف ہو اس وقت اس کے قائل کو کافر نہ کہا جائے فقہائے کرام

نے لیکن اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی تاویل ذکر لے کرے جو اس کے اجمالی معنی کے خلاف معنی پیدا کر دے۔ مثلاً یہ کہے کہ آیت فاقم الصلوٰۃ یا حدیث لانی بعدی سے حضور کے بعد ملحق نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوتا بلکہ ملکی و برداری اور غیرت سے بھی ایسا کہتا ہے۔ یا یہ کہے کہ نعم نبوت کا معنی نعمت زمانی لینا سوام کا خیال سے ملکہ نعمت سے مراد نعمت رہی ہے اور اس معنی میں بالضرر حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نیابی جو بزرگیا جائے تو خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہیں آتا ہے۔ ایسی تاویل باطل کرنے والا شخص بھی دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔ اسے غیب سمجھ لیا جائے۔ آج کل کے بہت سے طعین تاویلات باطل کی آڑ میں اپنے کفریات پر پردہ ڈانے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسلم الحزمین سے یہ ہے فقہاء کا اصل قول جس کو تحریف و تبدیلی کر کے کچھ کا کچھ بنایا گیا ہے۔ فقہائے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں تنازعہ باقی نہ ہو اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے حاشا للہ بلکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ جس شخص میں تنازعہ باقی نہ ہو اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشا للہ۔ فقہاء نے تصریح کر دی ہے کہ ایک بوند پریشاب ہو جائے سب پریشاب ہو جائے گا۔ مگر یہ باطل ہے کہتے ہیں کہ مرنار سے قطعاً پریشاب میں ایک بوند گلاب ڈال دو سب طیب و طاهر ہو جائے گا۔ علمائے اہلسنت نے ان کی غلط رسالت کی تکفیر کی ہے جن سے ایسے مزاح کفر مرزد ہوئے جن میں ہرگز ہرگز کوئی تاویل نہیں نکل سکی چنانچہ مسامحہ میں علماء پر ہے۔ ایسی تعلیم اعتیاد و ملت نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یہ تین قلعی واضح دشمن جی طور سے ان کا صریح کفر و فساد سے زیادہ ظاہر ہو گیا جس میں اصلاً اسلام گزہر گز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی۔ ان تاویلات مردودہ کے رد بلیغ ملاحظہ فرمائیں (الموت الاخر

اور رد شہاب ثاقب وغیرہ میں)

نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے ایسا لفظ صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں نہ تو پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف۔ تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے۔ آخر ایک پہلو اسلام بھی تو ہے۔ کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلو کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہو گا وہ عند اللہ کافر ہی ہو گا۔

## نفاق

زمان سے اسلام کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار یہ بھی خالص کفر ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرَجٰتِ الْاَسْفَلِ مِنَ السَّٰعٰتِ حٰضِرُوْا فِیْ صُلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ پاک میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفر باطنی پر قرآن ناطق ہوا نیز اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا وسیع علم عطا فرمایا کہ حضور نے ایک ایک منافق کو پہچانا اور ایک موقع پر فرمایا کہ اے فلاں نکل جاتو منافق ہے۔ اب اس زمانے میں کسی خاص شخص کی نسبت قطع کے ساتھ منافق کا حکم نہیں لگایا جاسکتا جو شخص ہمارے سامنے دعویٰ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے۔ جب تک اس سے کوئی ایسا قول و فعل مرزد نہ ہو جو منافی ایمان ہو۔ البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بد مذہب بلکہ دہریے اپنے آپ کو بظاہر مسلمان کہتے ہیں اور حجب دیکھا جاتا ہے تو دعویٰ اسلام کے



ساتھ ضروریات دین کا انکار بھی ہے۔

## شُرک

شُرک کے معنی غیر خدا کو واجب اور واجب مستحق عبادت جانا یعنی الوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا جیسا کہ مجوس نیکی کے خالق کو یزدان کہتے ہیں اور برائی کے خالق کو اہرن اور شرکین مگر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بتوں کو شریک کرتے تھے شرک کفر کی سب سے بدترین قسم ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی نہیں بخشے گا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے۔ کفر و شرک کے علاوہ اگر کسی اور کبیرہ گناہ کا کوئی مسلمان مُرتکب ہے تو اس کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ جنت میں جائے گا خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرما دے یا حضور علیہ السلام کی شفاعت کے بعد یا اپنے کئے کی کچھ سزا پا کر۔ اس کے بعد کبھی جنت سے نہیں نکالا جائیگا جو شخص کسی کافر کے لئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ کو مروت یا مغفرت کہے وہ کافر ہے بعض ناواقف ضروریات دین کے متکبرین اور شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والوں کا نام لیتے ہوئے رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیتے ہیں یہ سخت ناجائز ہے۔ شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والا کیسے مروت ہو سکتا ہے۔

میں مثلاً اسلام کو دینِ کامل نہ مانا اور اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی کرنا انبیاء علیہم السلام کی توہین، آیت خاتم النبیین میں تحریفات و تاویلات باطلہ وغیرہ۔

## خوب یا در کھو

مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جانا ضروریات دین سے ہے۔ اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوتا تھا ورنہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت ہو مگر اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے خاتمہ پر رد و تائب امت اور ظاہر پر حکم شرع کا مدار ہے اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مصلی یا مزد مشرک یا یہودی نظریاتی بت پرست یا ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری کا منکر نام نہاد مسلمان مگر کیا تو اگر یہ یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر اگر کوئی اللہ جل شانہ اور رسول مصلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ اسے کافر ہی جانیں۔ اس کی زندگی میں اور موت کے بعد اس کے ساتھ تمام وہی معاملات کریں جو کافروں کے لئے ہیں مثلاً میل جول شادی بیاہ نماز جنازہ کفر دفن جیسا اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ اسے کافر ہی جانیں خاتمہ کا حال علم الہی پر

میں آج کل کے بہت سے جاہل اور سطح کی مٹی یہ کہہ دیتے ہیں کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے یہ غلط ہے اور بعض کا یہ کہنا کہ جتنی دیر اسے کافر کہو گے اتنی دیر اللہ کر دے کہ وہ تائب کی بات ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کرو مقصود تو یہ ہے کہ کافر کو کافر جاننا اور جو چاہے جائے تو قطعاً کافر کہہ دے یہ اپنی صلاح کیلئے اسے کفر پر پردہ ڈالو خوب یا در کھو! کافر کے کفر پر راضی ہونا یا اس کا کفر سمجھنا بھی کفر ہے۔ آج کل کے بعض لوگ جو اصول دین سے واقف نہیں محمدین اور منافقین زمانہ کے ظاہری نماز روزہ اور شکلِ صورت سے متاثر ہو کر ان کو کافر قرار دینے والے علم پر الزام لگایا کرتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کو کافر نہاتے ہیں۔ یاد رکھو اور خوب سمجھو! علماء ربانی کسی کافر ہونے نہیں البتہ جو شخص (بتیہ حاشیہ صفحہ ۳۶ پر ۱)



بھو دیں۔ جس طرح جو ظالم ہر مسلمان پر اور اس سے کوئی قول و فعل خلاف ایمان صادر نہ ہو  
تو فرض ہے کہ ہر مسلمان ہی مانیں۔ اگرچہ ہمیں اس کے خاتمے کا حال بھی قطعی طور پر معلوم نہیں۔

## اجتناب و تقلید

عام لوگ جو درجہ اجتہاد نہیں رکھتے۔ تمام احکام فرعیہ غیر منصوصہ قطعہ میں متبدل کی تقلید پر امور  
پس مجتہد کیلئے مندرجہ ذیل اوصاف سے متصف ہونا شرط ہے (۱) علم قرآن پر بقدر آیات احکام  
حاوی ہو (۲) احادیث متعلقہ احکام سے واقف ہو (۳) علم عربیت۔ لغت صرف نحو معانی و بیان  
وغیرہ میں کامل ہو (۴) مذاہب سلف سے پوری واقفیت رکھنا ہو (۵) قیاس کے اصول و قواعد میں ماہر  
ہو اور علاوہ اس پر دیگر گاری میں اعلیٰ درجہ پر تہما ہو اور امتیاز احکام میں بدخلت نفس ہر اسے محفوظ ہو۔  
امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ائمہ اربعہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ  
کا اجتہاد ان کے سب معاصرین و لاحقین سے اعلیٰ مانا گیا ہے۔ آج تک ہر طبقہ کے لوگ ان کو مجتہد  
تسلیم کرتے چلے آئے ہیں۔

ان چاروں میں سے امام الامام سراج الامام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کو فی الواقع  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب مجتہدین تسلیم ہو چکے ہیں۔ انہی کے مقلد حنفی کہلاتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵  
اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس کا کافر ہونا بتانے میں تاکہ  
وہ کفر والہ اسے توہم کرے اور اگر وہ باز نہ آئے تو مسلمان اس سے بچ جائیں۔ اس کی ظاہری شکل و  
صورت اور جہ و دستار سے دھوکا نہ کھائیں۔ اسے یوں سمجھو کہ اگر کسی شخص کے کپڑے یا بدن پر  
نچاست لگی ہو اور اسے علم نہ ہو اور اسے بتایا جائے کہ تمہارے جسم یا کپڑے پر نجاست لگی ہے۔ اسے  
صاف نہ کرو، تو اس کے یہ معنی نہیں کہ بتانے والے نے اس کو نجاست لگائی ہے۔ جس طرح نجاست  
لگانے اور بتانے میں فرق ہے، اسی طرح کافر بنانے اور بتانے میں واضح فرق ہے۔

مسند پر درود کا نام امت احمدی دوست دار چار بار پڑھنا مع اولاد ملے  
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت جلیل خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ملی  
ہر سنی حنفی مسلمان کو مذکورہ رباعی کا مضمون پیش نظر رکھ کر اعتقاد اس کے مطابق رکھنا چاہیے  
کسی غیر فقیہ شخص کو انرا وجہ میں سے کسی ایک کی تقلید اس طرح واجب ہے کہ وہ اس نام  
کے عام احکام میں اس کا مقلد ہو کسی مسئلہ میں ایک نام کی تقلید کرنا اور کسی میں دوسرے کی تقلید کرنا یہ  
دین نہیں بلکہ نفس پرستی ہے۔ یہ راہ گناہ و گمراہی ہے۔ معنی تقلید ضبط ملت است

## سنت

سنت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل اور تقریر کا نام ہے تقریر کا معنی یہ ہے کہ کوئی کام  
حضور علیہ السلام کے سامنے کیا جائے اور حضور اس پر انکار نہ فرمائیں ایسی چیز کو سنت تقریری کہاجاتا  
لے تاحی ثناء اللہ پانی تن ذماتے ہیں۔ فان احسن السنة فلما فترق بعد القرون الشافقة  
او الادبہ علی اربعة مذاهب ولہم بقی مذہب فی فروع المسائل سوی هذه الاربعة  
فقد انعقد الاجماع السوکیب علی بطلان قولی یحاکم کلہم وقد قال رسول اللہ  
صلى الله عليه وسلم لا یجتمہ امتی علی الضلالة وقال تعالیٰ وامن یتبع غیرہ  
سید السوینی نولہ ما تولى و فصلہ جہنم و سارت مصیرا ہ

ترجمہ: اہل سنت قرآن مجید کے بعد چار گروہوں میں منقسم ہو گئے اور اہل سنت کے ان چاروں  
مذہبوں کے علاوہ سائر فرقہ میں ان کو مذہب باقی نہ رہا۔ لہذا جو قول ان چاروں کے خلاف ہو اس  
کے بطلان پر اجماع مرکب ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے میری امت گمراہی پر گھٹی  
نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور جو شخص رسول کا راستہ چھوڑ کر کوئی راہ تلاش کرے ہم  
اس کو پھیر دیں گے۔ یہ حدیث پروردگار سے ہمہ جہت میں داخل کریں گے اور وہ دوشے کی بہت بڑی  
جگہ ہے۔ (تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۶)



سچے سنت کی دو قسمیں ہیں۔ ہدایت کو کہتے ہیں اور جس کو غمخوار قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کیا ہو۔ البتہ بیان حجاز کو سچے کچھ ترک بھی فرمایا ہو یا کچھ ترک نہ فرمایا ہو مگر اتفاق سے کسی نے ترک کیا تو اس کا کچھ بھی نہ فرمایا۔ یاد رکھو کہ سچے یا کچھ فرمایا مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمائی ہو۔ اس کا ترک سادات اور گناہ ثواب اور اور ترک غائب۔ ایسی سنت کے ترک کی عادت پر استغناء غائب ہے، جیسا کہ امامت اذان جامعہ غیر

سنت غیر منوکره

وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اسکے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وہ عید عذاب فرما  
عام ازین کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پیشگی فرمایا نہیں اسکا کرنا ثواب و نہ کرنا اگرچہ  
عاقبہ موجب تناب نہیں جیسے مسواک رکھ کر نہ سنہیں اور نہ نام ودا مور جو حق و علیہ السلام نے تخص بطور  
عادت کئے ہوں۔

ت

بدعت کے معنی نئی پیدا کی ہوئی بات دین میں نئی بات کو بدعت کہتے ہیں جو امور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے پیدا ہوئے ہیں وہ سب بدعت ہیں ان میں سے جو اصول و قواعد شریعت کے مطابق ہوں اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں جو اصول و قواعد شریعت کے مخالفت ہو وہ بدعت سیدہ ہے بعض عظیمیٰ احباب میں جیسا کہ صرف و کجوا یکساں اور سکھانا کیونکہ اس سے قرآن مجید حدیث شریف کی سمجھ کوئی ہے بعض مستحق متنب ہیں جیسا کہ اسے مسافر خانے اور میانات کے مد سے بنانا اور مذہب حدیث و توفیق فقہ بعض مساجد میں جیسا کہ لید کیوں اور ہاں فخرہ شہر ہیک وہ حلال ہو اور کبر و مغناخت کا باعث نہ ہو بعض کمرہ ہیں جیسا کہ ظالم کے ہاتھ کو بوسہ دینا بعض حرام ہیں

بعض متاخرین نے جو بدعت کہتے ہیں کہ انکار کیا ہے یہ نزاع لفظی ہے اور ان کے اصول کیسے باقی  
بدعت حسنہ نسبت میں داخل ہے اس کا اصل وہ حدیث ہے جس میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں میں میں

فی الاسلام سنتہ سنۃ اللہ اجرہا واجرم من عمل بھا من بعدہ (حدیث)۔ رواؤلم حجۃ من فضل اسلام علی اہل اچھا طریقت جاری کرے سوائے کیلئے اسکا اجر ہے اور ان کو گونہ کا اجر ہوا کہ بعد اس کے بعد اس پر عمل کریں تقریر مذکور سے یہ بات واضح ہو گئی کہ میلاد شریف عرس مشائخ کرام کی تحریار ہوتی تھیں اس لئے تہا چالیسوا وغیرہ ناموزن ہیں اس زمانے کے مشرک گوہر مذہب بدعت مذکورہ نہ دیتے ہیں سراسر غلط ہے کیونکہ ان تمام امور کا شرع شریف میں اصل موجود ہے اور انکو بدعت کہا جانے تو یہ مورد بدعت حسنہ ہیں کہ سبب اور مذکورہ ان مسئلہ کی تحقیق کیلئے علماء اہل سنت کی تصنیفات کا یہ ملاحظہ فرمائیں بالخصوص فقہ کرام کا یہ تحقیق سنت و بدعت

مسائل ششمی

غفائد اکابر اہل سنت و جماعت

اس عنوان کے ماتحت چند مشہور و معروف ہندوگان دین کے وہ اقوال پیش کئے جہتہ ہیں جس سے ناظرین کو ارم صحیح طور پر معلوم کر سکیں گے کہ اگر براہ اسلاف کا مسلک کیا تھا ؟

مل جيبه جوار الحق بالانوار ساطعة الحجة القاطنة اوده اهد به نبينا الله فاضل كثر في قرانه عليه السلام من غير ان يكون

١٤ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن في الإسلام سنة حسنة فساو

جرها واجرم كل بها من بعده من غير ان ينقص من ايتودهم تساني ومن من في الاسلام

سنة سبعة كان عليه وردها و زر من عمل بهن من بعد كما من غير ان يتقص من اوزارهم

وَأَوَّلُ ذَلِكَ الْهَدْيُ وَالصَّلَاةُ هِيَ الَّتِي ابْتَدَأَ وَكَانَ صَبْرًا عَلَى الْعَمَلِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُسْمِعٌ

۱۔ وہ کیا طریقہ اختیار کیا ہے، برابر ہے۔ اس شخص نے خود جاری کیا اس سے پہلے کسی نے جاری

یاد تو اور اس پر عمل تو جیکہ ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے لئے

کاجر ہنگامہ اور ان لوگوں کا اجر جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

یہ ہوگی اور جو شخص اسلام میں بڑا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کا گناہ جہنم

کے بعد اس پر عمل کریں گے اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

...



عربی فارسی عبارت کا ترجمہ یا محاورہ کیا گیا ہے۔

مذہب حتی یہ ہے کہ بطرح خلف عد جائز نہیں ہے کفار کے حق میں خلف عد بھی جائز نہیں چنانچہ  
شرح فقہ کبیر ص ۱۷۱ علی قاری فرماتے ہیں ان خلف الوعيد کذب فیکفر من الله تعالى والمحذوف علی خلاف

کیف وهو تبديل القول وقد قال الله تعالى ما يدل القول لندی رشرع فقہ کبیر صفحہ ۵۵ و ۵۶

شرح غلام شفیق (۲) بعض اہلسنت نے کہا ہے کہ خلف عد کرم سے پس جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جرم  
پر عید فرمائے اور اسکا خلاف کرے اور مقتضی اہل سنت اسکے خلاف میں اور وہ فرماتے ہیں کہ خلف وعید کیسے  
جائز ہو سکتا ہے حالانکہ یہ تبدیل قول (وعدہ وعید ہے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قول بدل نہیں جائیگا

(۲) جہ کہ کتاب کلام مغیرہ میں لکھا ہے کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ پر حال ہے پس یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ  
بول سکتا ہے باطل و باطل ہے اسی طرح یہ کہنا کہ مکان کذب فعلت وعید کی فرمت ہے یہ بھی غلط ہے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں جس کا قطعی اجماع معنی یہ ہے کہ آپ کا زمانہ سب  
انبیاء کے بعد ہے۔ آپ کے زمانے میں آپ کے بعد قیامت تک کوئی جدید نبی نہیں آ سکتا پس ہر شخص

کے بعد کسی کو بالفعل نبی ماننے یا کسی نبی کے آنے کو جائز اور ممکن بنانے سے تم نبوت کا منکر ہو گا چنانچہ  
المعتزلی المعتقد ہیں ہے باوجود ان لاطی قاطعہ اور برہین ساطعہ کے اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کسی دوسرے نبی کے آنے کو جائز رکھے تو بالفاظی ظار اسلام کافر ہے۔ یہ ہے شرط ایمان کی حضرت  
ناتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ترجمہ پورچستی ص ۱۱ اسی کو مولانا شاہ فضل سول بدایونی نے

ملہ خلف الوعيد فی حق المساق جائز ہے کیونکہ ما دون الشوک والکفر جواب دہی حضرت نبوت  
الہی کے ساتھ متعلق کیا گیا ہے تو اگر کسی کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے تو یہ دو حقیقت خلف وعید ہی نہیں کہ

رب انالی فرماتا ہے اِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ اور کفار کے قرین  
خلف وعید جائز نہیں بلکہ علی قاری فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام القول

المسدید فی خلف الوعيد ہے۔ مجدد المائتہ حافظہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سبحان سبحان  
میں اس مسئلہ پر تفصیل بحث فرمائی ہے۔ اہل علم حضرت اس کی طرف رجوع فرمائیں۔ صفحہ ۲۰۷ مائتہ

المعتزلی المعتقد میں یوں فرمایا ہے۔ من يقول انه كان نبی بعدہ او يكون او وجوده وكن امر قابل  
بیمكان ان يكون فهو كافر هذا بشرط صحة الايماث بخاتم الاشياء محمد صلی اللہ

عليه وآله وسلم (انتهی ملاحظاً متوجهاً صفحہ ۱۲۷)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان و زمین کی سب چیز کا علم عطا فرمایا  
ہے آپ اللہ کے اعلام و اطلاع سے سب چیز کی دیکھی کا علم رکھتے ہیں چنانچہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
حدیث و بلوی حدیث فعلت ما فی السموات والارض کے تحت فرماتے ہیں پس دانستم برجہ و در  
آسمان یا در برجہ در زمین بود عبارت است از حصول تمام علوم بزوی و دیکھی و احاطہ آں

۵۔ حضرت شیخ متقی بندہ حق حدیث و بلوی مدراج النبوت شریف جلد اول کے دیباچہ  
میں فرماتے ہیں ہوا الاول والاخر والظاہر والباطن وهو بكل شئی علیم ایں کلمات

اعجاز سات شتم مثل پر حمد شائے الہی است تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب مجیدہ کبریا فی خود برآں  
خواندہ و شتم متعین است و صف حضرت رسالت پناہی است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فی سجدہ

اور برآں سجدہ توصیف نمودہ و چندیں اسمائی حسنہ جل شانہ است کہ در وحی متلو و غیر متلو  
حسب خود را بدان نامیدہ جلجل مال و علی کمال سے ساختہ اگرچہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبارک و تعالیٰ

صفات الہی متعلق و منصف است باوجود اں یہ بعضے ازاں خصوص نامزد و نامور گذشتہ است  
مثل نور حق علیم حکیم مومن مہین ولی ہادی رؤف رحیم و جزاں و ایں چار اسم اول آخر

ظاہر باطن نیز ازاں قبیل است۔  
یہ معجزات تمام کلمات اللہ تعالیٰ و تقدس کی حمد و ثنا پر مشتمل ہیں کہ اپنی کتاب مجیدہ

(حاشیہ ص ۱۱)

۱۔ اس کتاب کے مصنف علامہ رشید الدین آریستنی متوفی ۷۷۰ھ میں امام ربانی مجدد الف ثانی  
نے کتب میں تصحیح عقائد کے لئے اس کتاب کو چرچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ صفحہ ۱۲ کتب و فہرست مکتوبہ



ہیں اپنی کبریا کی خاطر ان کلمات سے پڑھا ہے۔ اور یہ کلمات رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصت و وصیت کو بھی متضمن ہیں اللہ تعالیٰ نے ان اسمائے حضور کی توصیف و تسمیہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی اسماء حسنی ہیں کہ وحی منظور و قرآن اور وحی غیر متلو (سنت میں اپنے حبیب کو ان سے موسوم کیلئے اور آپ کے جمال و کمال کا زیور بنایا ہے۔ اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات سے متعلق اور متصف ہیں اسکے باوجود بعض اسمائے حسنہ سے حضور کو خاص طور پر نامزد اور نامور کیا ہے مثل نور بنی مؤمن، ہمیں دلی بادی روف و رحیم اور سوائے اس کے یہ چار نام اول، آخر، ظاہر، باطن بھی اسی قبیل سے ہیں۔ ان چار اسمائے ظاہر باطن اول آخر کی تشریح فرما کر تحریر فرماتے ہیں۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ دے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داناست برہم چہ از شیون ذات الہی و احکام صفات حق اسمائے واسمائے و افعال آثار و کجیح علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نموده و مصداق و فوق کل ذی علم علیم شد علیہ من الصلوٰۃ و افضلہا و من الخیات اتمہا و اکملہا۔

او نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز کو جاننے والے ہیں ذات الہی کے شیون اور صفات حق کے احکام و اسمائے افعال و نشانات اور تمام علوم ظاہر باطن اول و آخر احاطہ فرمایا ہے اور فوق و فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ان پر افضل و درود سلام اتم و اکمل سلام ہو۔

۶۔ عن مرتب شیخ محقق کے ان حقیقت محمدیہ عالم کے درے درے میں موجود ہے مدارج النبوت جلد اول ص ۱۳ میں فرماتے ہیں۔ ”در بعض کلام بعض عرفا واقع شدہ کہ خطاب از مصلی ملاحظہ شہود روح مقدس آنحضرت و سریاں دے در ذرارے موجودات خصوص و ارواح مصلحتین و بالجلد دریں حالت از شہود وجود و حضور آنحضرت غافل و ذاہل نباید بود یا مید و درود فیوض از روح نوح دے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔“

بعض عرفا کے کلام میں واقع ہوا ہے کہ چونکہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں موجود ہے۔ بالخصوص نمازیوں کی ارواح میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس کے ملاحظہ شہود اور نمازیوں کے ارواح میں ساری ہونے کی وجہ سے نمازی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بصیغہ خطاب سلام کہتا ہے ایسی حالت حضور میں آنحضرت سے غافل اور بے خبر نہیں رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر نوح سے فیضان کے درود کی امید ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۵ ملاحظہ ہو۔

پس آنحضرت در ذات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازین غنی آگاہ باشد پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں۔ پس نمازی کو چاہیئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے۔

**وسعت اختیارات مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق خیالات ملاحظہ فرمائیں۔ ”و از ازل جلد آنست کہ آنحضرت تخصیص می کرد ہر کرا بہرچہ می خواست از احکام اس جاء و قول است یکے آن کہ احکام مفوض بود بے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہرچہ خواہد حکم کند۔ دوم آنکہ بہر حکے وحی خدای شریچا آنکہ تخصیص کرد خدایمیر بن ثابت را با آنکہ شہادت دے حکم و شہادت دارد۔ (مدارج النبوت ص ۱۳)“

اور حضور علیہ السلام کے خصائص سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو حکم سے چاہتے تخصیص فرما دیتے تھے اس جگہ دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ احکام حضور کے سپرد تھے جو چاہتے حکم فرماتے۔ دوسرا یہ کہ ہر حکم کے وحی خدا ہوتی تھی جیسا کہ خرمیر بن ثابت کیلئے کی شہادت کو دو شہادت کے قائم مقام کر دیا۔

دے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ مطلق و نائب کل جناب اقدس است می کند و



می دہر ہرچہ خواہد باذن وے۔ فان من جودك الدنيا وضرتها ومن  
علومك علما للروح والقلم رجزاۃ اللہ عنہا خیر الجذاء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو کچھ چاہیں  
اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتے ہیں اور ملکہ دیتے ہیں تحقیق آپ کے جود و کرم سے دنیا و آخرت  
ہے اور روح و قلم کا علم آپ کے علوم کا حصہ ہے۔

اشقۃ المعات جلد ۱۳۵ پر مشہور حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماتحت فرماتے ہیں۔

از اطلاق سوال کہ بفرمودہ سل بخواہ و تخصیص نہ کرو مطلوب خاص معلوم

می شود کار بہم بدست بہت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہرچہ خواہد باذن اللہ پروردگار خود بدہر۔

اطلاق سوال سے کہ مطلق سل فرمایا کہ مانگ اور کسی مطلوب کی تخصیص نہ کی معلوم

ہو نہا ہے کہ تمام کام ان کے دست بہت و کرامت میں ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ

چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے عطا فرما دیتے ہیں۔

پھر قصیدہ بمودہ شریف کا اوپر والا بیت نقل فرماتے ہیں۔

فان من جودك الدنيا الخ

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اذہن است کہ حضرت امیر و ذریعہ طاہرہ اور تمام امت ہر مثال پیار و

مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ و با ایشاں وابستہ میدانند و فائز و

درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ

چنانچہ باجمیع اولیاء اللہ ہیں معاملہ است۔

ترجمہ اور اسی قسم سے ہے جو تمام حضرات امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد طاہرہ کو

پیروں اور مشدوں کی طرح مانتے ہیں اور دنیا کے کاموں کو ان کے متعلق جانتے ہیں اور فائز و

درود و نذر و صدقات و منت ان کے واسطے مروج و معمول ہو گئے جیسا کہ تمام اولیاء کے ساتھ

یہی معاملہ ہے۔ تحفہ آشنائے عشریہ فارسی جلد ۴۴ اردو جلد ۴۳

یاد رہے کہ ماننا فارسی عبارت میں وارد لفظ پرستند کا ترجمہ کیا گیا ہے یہ پرستیدن سے

مانود ہے جس کا معنی ماننا اور غلامی کرنا ہے۔ اسی معنی میں خدمت گار کو فارسی میں پرستار

کہتے ہیں۔ (غیاث)

یہی شاہ صاحب تفسیر عزیزی مطبع جہڑی پارہ دوم جلد ۲۳ میں فرماتے ہیں۔

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۱۰ یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او

مطلع است بر نور نبوت بر تہہ ہر متدین بدین خود کہ و دکلام درجہ از دین من رسیدہ

است و حقیقت ایمان او چیت و حجابے کہ ہاں از ترقی محبوب ماندہ است کلام است

پس او مے شناسد گناہاں شمارا و درجات ایمان شمارا و ائمال نیک و بد شمارا

و اخلاص و شمارا لهذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و

واجب العمل است۔

اور رسول تم پر گواہ ہوگا کیونکہ وہ نور نبوت سے ہر دیندار کے اپنے دین میں متر پر

مطلع ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے او

وہ حجاب جس کی وجہ سے وہ ترقی سے رکھا ہوا ہے کو سنا ہے پس وہ تمہارے گناہوں کو



پہچانتے ہیں اور تمہا پر ایمان کے درجات کو اور تمہا پر نیک و بد اعمال کو اور تمہا پر  
اخلاص و نفاق کو اور اسی لیے ان کی شہادت دینا بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور  
واجب العمل ہے۔ (انتہی)

علامہ قاری علیہ الرحمۃ الیاری شرح شفاء قاضی عیاض میں زیر حدیث مامون اَحَدٌ  
یسلم علی الحدیث رعن ابی ہریرۃ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَسْلَمُ عَلَیَّ اِلَّا ارَادَ اللّٰهُ عَلَیْہِ رُوحَی حَتّٰی اَرَدَ عَلَیْہِ السَّلَامَ والحدیث  
رواہ ابوداؤد و احمد والبیہقی وسندہ حسن۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو ٹوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس  
سلام کا جواب دوں اس کو ابوداؤد، احمد اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن  
ہے۔ علامہ قاری اس کی شرح میں رقمطراز ہیں:-

وظاہر الاطلاق الشامل لكل مکان وزمان ومن خص الرد  
بوقت الزیارة فعلیہ البیان۔

اس کا ظاہر اطلاق ہے جو ہر مکان و زمان کو شامل ہے اور جس شخص نے رد سلام کو  
وقت زیارت سے خاص کیا سو اس کے ذمہ اس کا بیان ہے۔ آگے رَدَ اللہ علی روحی  
کی شرح میں فرماتے ہیں۔ والمعنی اِنَّ اللّٰہَ سَبَّحَانِہُ وَتَعَالٰی یَرَدُّ رُوحَہ الشَّرِیفِ  
عَنْ اسْتِغْرَاقِہِ الْمُنِیفِ لِیَرُدَّ عَلَیْہِ مَسْلَمَہُ جَبْرًا لِّخَاطَرِہِ الضَّعِیفِ اِلَّا مَنْ  
الْمُعْتَقِدُ الْمَعْتَمَرُ اِنَّہُ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حَتّٰی فِی قَبْرِہِ کَسَاوَرِ الْاَنْبِیَا  
فِی قُبُورِہُمْ وَہُمْ اَحْیَاؤٌ عِنْدَ رَبِّہُمْ دَانَ لِاَرَادَ اَحْمَہُمْ تَعْلُقًا بِالْعَالَمِ الْعُلُوِّ

والسفلی کما کانوا فی الحال الدُّنْیَوِی فہم یَحْسِبُ الْقَلْبَ غُرُشِیونَ وَبِاَعْتِبَارِ  
الْقَالِبِ فَرُشِیونَ واللّٰہُ سَبَّحَانِہُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ۔

اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ آپ کی روح شریف کو اپنے استغراقِ نبیّت سے  
ٹوٹاتا ہے تاکہ آپ اپنے سلام بھیجنے والے کی خاطر ضعیف کے جبر کیلئے اس کے سلام کا جواب  
دیں۔ وگرنہ متعذر عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں اس طرح  
زندہ ہیں اور تحقیق ان کی ارواح کو عالم علوی اور سفلی سے تعلق ہے جیسا کہ وہ دنیوی حال  
میں تھے سو انبیاء علیہم السلام قلب کے اعتبار سے غرضی ہیں اور قالب کے اعتبار سے  
فرشی ہیں۔ واللہ اعلم (شرح شفاء ج ۲ ص ۳۲)

یہی علامہ قاری اسی شرح شفاء میں اس عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں ان لم یکن  
فی البیت اَحَدٌ فَقُلَّ السَّلَامُ عَلَی السَّبَّی وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ۔

اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہو۔ الخ  
لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اہل الاسلام۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم روحانی طور پر اہل اسلام کے گھر میں جلوہ گر ہیں۔ (شرح شفاء ج ۲ ص ۳۲)

قال الشیخ الکبیر ابو عبد اللہ فی معتقدہ و نعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال  
حتّٰی یمسیر الی نعت الروحانیۃ فیعلم الغیب و تطوی لہ الارض و یمشی  
عَلِی السَّمَاءِ وَ یُعِیْبُ عَنِ الْاَبْصَارِ الخ

شیخ کبیر ابو عبد اللہ نے اپنے عقائد میں بیان کیا ہے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ بندے کے احوال میں  
تبدیلی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ صفِ روحانیت منتصف ہو جاتا ہے پس (السوفت) و غیب جان  
لیتا ہے اور اس کیلئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور وہ پانی پر چلتا ہے اور انگوٹوں کا غائب ہو جاتا ہے  
(مفتاح ص ۲۶)





چونکہ تمام اعمال کی صحت کا دار و مدار عقائد کی درستی پر ہے اس لئے کتاب و سنت اور اکابر علماء اہل سنت و جماعت کی تصنیفات عالیہ اور آراء کی روشنی میں محض تبلیغ دین کی خاطر مختصر عقائد نامہ شائع کیا جا رہا ہے اگر کسی صاحب کو کسی مسئلہ کے بارے میں اشتباہ ہو یا تفصیل کی ضرورت ہو تو مرتب کی طرف رجوع کرے اگر کوئی صاحب بغرض تبلیغ اس کی اشاعت کو ناچاہے تو ناشر کی اجازت سے اس کو چھاپ سکتا ہے۔ اس عقائد نامہ کو خود پڑھیں اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی پڑھائیں۔

نوٹ: بیرونجات کے حضرات پچاس پیسے کے ٹکٹ بذریعہ ڈاک روانہ فرما کر طلب کریں۔

منجانب

شعبہ نشر و اشاعت العلوم اشرف المدارس اوکاڑہ فون ۴۱۳۶